(10)

ہر ایک چیز میں تغیر ہے اچھے تغیر کیلئے دُعائیں کرو

(فرمودہ ۸ ، مارچ ۱۹۱۸ء)

حضور نے تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔

"اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت میں آج بھی مجبوری کی وجہ سے وہ مضمون جو میں نے شروع کیا ہوا تھا نہیں بیان کر سکتا۔ چونکہ ابھی تک میرا حلق اس قابل نہیں ہوا کہ سب تک اپنی آواز پہنچا سکوں اس لیے آج میں پھر اسی مضمون کو جس کے متعلق پچھلے جمعہ توجہ دلائی تھی کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

سورۃ فاتحہ میں علاوہ ان تمام معارف اور حقائق کے جو بیان کئے گئے ہیں۔ایک معرفت کا نکتہ یہ بھی ہے۔کہ تمام مخلوق کی حالت یکساں نہیں رہتی۔مخلوق کی تغیر پذیری کہاں سے ثابت ہے؟ سو یاد رہے کہ یہ بات الحمد للہ رب العالمین سے ثابت ہوتی ہے۔رب کے معنے ہیں کہ جو پہلے پیدا کرے اور پھر اس کو ادنیٰ حالت سے اعلیٰ کی طرف ترقی دیتا ہوا لے جائے۔پھر اس کی ضروریات کے مطابق آہستہ آہستہ اس کو کمال تک پہنچائے۔یہ معنی رب کے ہیں۔اور اس سورۃ میں بتلایا گیا ہے کہ تمام جہانوں کا رب اللہ ہے خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین پر۔نباتات ہو یا جمادات سب کا رب اللہ ہی ہے۔

ایولیوشن تھیوری اپنی اصلی صورت میں یہی ہے۔اس کے استعمال میں غلطی لگی ہے کہ آیا بندر سے انسان نے ترقی کی ہے۔یا کیا۔یورپ نے اس تھیوری کو اب ایجاد کیا ہے،لیکن قرآن نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر اس حقیقت کو ظاہر کر دیا تھا۔یورپ کی حیرت انگیز ایجادات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر ایک چیز ادنیٰ حالت سے اعلیٰ مدارج پر پہنچتی ہے۔کیونکہ اگر کوئی ایسی چیز ہو جو ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف نہ جاتی ہو۔تو خدا رب العالمین نہیں رہتا۔اس نکتہ کو ہمیں قرآن نے بتا دیا کہ ہر ایک چیز خواہ کہیں ہو۔اس میں تغیّر کرنے والا خدا ہے۔

سورۃ فاتحہ تمہید ہے اس تفسیر کی جو خداوند عالم نے انسان کے سامنے دھری ہے۔پہلے فرمایا کہ ہر ایک چیز میں تغیّر ہے۔پھر فرمایا الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خدا تعالیٰ کے انعام کے دو طریق

ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ بغیر کسی محنت کے انعام کرتا ہے۔ دوسرے کسی محنت کے بعد انعامات عنایت فرماتا ہے۔ الرحمٰن الرحیم میں ربوبیت دو قسم کی بتلائی ہے۔ ایک ربوبیت تو بغیر محنت اور دوسری بعد محنت۔

پھر فرمایا۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ یعنی جو اس رب کی ربوبیت ہے۔ وہ لغو نہیں۔ بلکہ اس نے جزا و سزا رکھی ہے۔ ربوبیت کے بعد نتائج نکلتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ وہی ربوبیت جو الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں بیان کی تھی وہی اس جگہ دوسری طرح بیان کی گئی ہے۔ اس جگہ رحیمیت کو پہلے رکھا گیا ہے اور رحمانیت کو بعد میں۔ رحیمیت یہ ہے کہ انسان کچھ کرتے ہیں اور بعد میں خدا کی طرف سے انعامات کا صدور ہوتا ہے۔

اس کے متعلق ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب خدا کی طرف سے یونہی بغیر کسی محنت کے رحمانیت کے ماتحت انعام ہو رہا ہے تو پھر اس سوال سے کیا مطلب ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ یعنی صفتِ رحیمیت کے ماتحت سوال کرتے ہیں جبکہ رحمانیت کے ماتحت خود بخود انعامات حاصل ہو رہے ہیں۔

پس رحیمیت پہلے کیوں رکھی گئی ہے؟ یہ ایک خاص نکتہ ہے۔ جس کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس نے قرآن کریم پر اس رنگ میں غور کیا ہے کہ قرآن شریف میں کوئی لفظ بیہودہ نہیں۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے ایک لطیف بات بیان کی ہے۔ اس خیال کے مطابق تو ایاك نستعین و ایاك نعبد چاہیئے تھا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قافیہ ملانے کے لیے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہہ دیا ہے، لیکن اگر کوئی انسان غور کرے گا تو اس کو معلوم ہو جاتے گا کہ قرآن قافیہ نہیں ملاتا بلکہ یہ اور ہی باتیں مدِ نظر رکھتا ہے۔ ہاں اس میں یہ خوبی بھی ہے۔ کہ قافیہ بھی مل جاتا ہے۔ پس اب غور کرنا چاہیئے کہ اس میں کیا وجہ اور حکمت ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ رحمانیت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جو رحیمیت کے بغیر ہوتی ہے اور دوسری وہ جو رحیمیت کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ عام ہے اس میں کافر و مسلم کی تمیز نہیں۔ مثلاً انسان کو آنکھیں دی گئی ہیں مگر بعض اوقات کوئی مسلمان نابینا ہوگا اور کافر سوجاکھا۔ غرض ساری مخلوق کے ساتھ عام ہے۔ یہ رحمانیت جب تک ہر انسان کے ساتھ نہ ہو وہ کچھ بھی کام نہیں کر سکتا۔ منہ میں زبان ہوگی تو بولے گا۔ کان ہوں گے تو سُنے گا۔ ہاتھ ہوں گے تو کام کرے گا۔ پَیر ہوں گے تو چلے گا پھرے گا۔ اگر ہاتھ نہ ہوں آگ لگ جاتے تو آگ کیونکر بُجھاتے گا۔ یہ وہ رحمانیت ہے جس کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ پس ملی ہوئی چیز کا مانگنا تحصیل حاصل ہے۔ اس عام رحمانیت کے مانگنے کی ضرورت

نہیں۔کیونکہ یہ اس وقت دیدی جاتی ہے۔جس وقت ہم ابھی دُنیا میں آتے نہیں ہوتے۔ دوسرا قدم رحیمیت ہے، اور پھر تیسرا رحمانیت جو خاص مومن سے تعلق رکھتی ہے۔ تین درجہ ہیں۔اوّل رحمٰن۔ دوم رحیم۔ پھر تیسرا درجہ رحمٰن پہلے رحمانیت ہوتی ہے اور پھر رحیمیت۔اس کے بعد خاص رحمانیت اور یہ رحمانیت جو آخری درجہ کی ہوتی ہے اور مومنوں سے ہی خاص ہوتی ہے اس کو بھی اللہ تعالےٰ کسی اعمال اور نیکی کے بدلہ میں نہیں لانا چاہتا۔ مثلاً نبوت جو ہے۔ وہ ایک موہبت ہے اور یہ رحمانیت ہے لیکن ایسا نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ کسی کافر مشرک اور بدکار کو نبی بنا دے۔ بلکہ اس رحمانیت کا نزول نیک اور پاک بندوں پر ہی ہوتا ہے۔نبوت تو بڑا درجہ ہے۔ الہام کا درجہ بھی موہبت سے ہی ملتا ہے۔قرآن شریف میں آتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ (الرحمٰن: ۲) پس یہ رحمانیت خاص ہوتی ہے۔ ورنہ پہلی قسم کی رحمانیت میں بعض کافر انبیاء کی نسبت زیادہ موٹے تازہ اور جسیم ہوتے ہیں۔ان کی صحت بھی بوجہ بےفکری کے زیادہ اچھی ہوتی ہے اور نبی کمزور اور بیمار ہوتے ہیں۔چونکہ پہلی رحمانیت کو بیان کر دیا گیا تھا۔اس لیے فرمایا اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اب رحیمیت کے ماتحت کام ہوگا اور پھر بعد میں رحمانیت شروع ہوگی۔

پھر جو مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کی صفت آتی ہے۔اس میں تغیر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو پیدا کیا جائے گا۔اب تغیّر دو ہی قسم کا ہوسکتا ہے۔نیک اور مفید۔ یا دوسرا وہ جو سزا کے باعث ہو۔

تو سورۃ فاتحہ میں ایک عظیم تغیّر کا ہونا بیان کیا گیا ہے۔تغیّر تو ہوگا۔کیونکہ تمام انسان تغیّر پذیر ہیں اچھا بھی تغیر ہوگا اور بُرا بھی۔ اور یہ دونوں تغیّر ربوبیت کے ماتحت آسکتے ہیں۔خراب کو وہ کاٹ دیتا ہے اور عمدہ کو برقرار رکھتا ہے۔

اگر کوئی مالی باغ کے درختوں میں سے بعض کو کاٹ دے اور بعض کی شاخوں کو الگ کردے تو کوئی نہیں کہے گا کہ یہ مالی باغ کو برباد کر رہا ہے۔پس ربوبیت دو قسم کی ہوئی کہ بعض دفعہ گرا کر ہی تغیّر پیدا کیا جاتا ہے۔اگر کوئی طبیب کسی مریض کو دست آور دوائی دیتا ہے تو وہ نادان ہے۔ جو یہ کہے کہ طبیب نے تو اُلٹا اس مریض کو کمزور کر دیا اور اس کی اگلی طاقت کو بھی کھو دیا۔

یہ کمزوری نہیں پیدا کی گئی۔بلکہ آئندہ طاقت پیدا کرنے کے لیے ایک ذریعہ اختیار کیا ہے۔ پس تغیّر دو قسم کے ہوتے ہیں۔اچھے بھی اور بُرے بھی۔اس لیے آپ لوگوں کو دُعا کرنا چاہیئے اور چوکس رہنا چاہیئے۔کہ آپ میں جو تغیّر ہو وہ اچھا ہو۔

مَیں نے پچھلے جمعہ بتایا تھا کہ آجکل عذاب کس طرح بڑھ رہے ہیں۔ قحطوں۔ زلزلوں۔ بیماریوں وغیرہ کے رنگ میں آرہے ہیں۔ اور آجکل متواتر ڈاک کھولنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ طاعون کثرت سے پھیل رہی ہے۔ یہ ایک تغیّر کرنے کا ذریعہ ہے جو خدا نے اختیار کیا ہے۔ اس لیے اس تغیّر کے وقت میں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارے لیے اچھا تغیّر ہو اور باغبان اپنے باغ کی حفاظت کے لیے ہمیں نہ کاٹ دے۔

پس خدا کے حضور دُعائیں کرو۔ اور خوب کرو۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کیلئے دُعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ ان کو بھی ہر قسم کی آفات سے بچائے اور جماعت کی ترقی ہو۔" آمین۔

(الفضل ۱۶ر مارچ ۱۹۱۸ء)